

پاکستان میں اسلامی بینکاری: جدید دور میں ارتقاء، ترقی اور چیلنجز

Islamic Banking in Pakistan: Evolution, Contemporary Developments, and Challenges in the Modern Era

Mohsin Ali Shah

PhD Scholar,

Deptt of Thought History & Culture,

AIOU, Islamabad

Email: mohsinshahgi@gmail.com

Abstract

Islamic banking in Pakistan began with the establishment of Meezan Bank in 2002. Today, the sector has become an important part of the country's financial system. According to the latest Islamic Banking Bulletin (December 2025) of the State Bank of Pakistan (SBP), Islamic Banking Institutions (IBIs) have consistently shown strong growth and are proving to be more resilient than conventional banking.

6 Full-fledged Islamic Banks (Full-fledged IBs) + Islamic Banking Branches (IBBs) and Windows of 15 conventional banks.

Islamic banking has shown a more stable performance than conventional banking despite economic challenges (such as inflation, interest rate fluctuations).

Constitutional and policy context

The 26th Constitutional Amendment mandates the abolition of interest (riba) across the country by January 1, 2028. The SBP has asked all banks for Islamic conversion plans and the target of a 30% market share was set under the 2021-25 Strategic Plan (which is currently at 22.9%, but is growing rapidly).

In the present era (2026), Pakistan's Islamic banking industry is expanding rapidly and has become almost a quarter of the total banking. It is not only increasing financial inclusion but also offering a model of economic stability and ethical financing. With the supervision and constitutional support of the SBP, a transition to a fully Islamic system is possible by 2028. ¹

Keywords: Islamic Banking, State Bank of Pakistan, Riba Abolition, Financial Inclusion, Meezan Bank, Economic Stability, Shariah Compliance

تعارف اور تحقیقی پس منظر

اسلامی بینکاری کا تاریخی و فکری ارتقا

اسلامی بینکاری کو عموماً ایک ایسے مالیاتی نظام کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو ربا کی ممانعت، معاہداتی شفافیت، اور رسک کی شراکت جیسے اصولوں کو عملی مالیاتی ڈھانچے میں منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاہم اس کا موجودہ ادارہ جاتی ماڈل ایک طویل فکری اور تجرباتی ارتقا کا نتیجہ ہے، نہ کہ محض ایک نظریاتی دعویٰ۔

بیسویں صدی کے وسط میں مصر میں قائم ہونے والا Mit Ghamr Savings Bank سود سے پاک بینکاری کے عملی تجربے کی ابتدائی مثال سمجھا جاتا ہے۔² اگرچہ یہ ادارہ محدود مدت تک فعال رہا، لیکن اس نے اسلامی مالیات کے تصور کو ادارہ جاتی شکل دینے کی راہ ہموار کی۔ بعد ازاں 1975 میں Islamic Development Bank کے قیام نے اسلامی مالیات کو بین الاقوامی سطح پر شناخت فراہم کی اور رکن ممالک میں شریعت سے ہم آہنگ مالیاتی ڈھانچوں کی تشکیل کو تقویت دی۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کی بحث 1980 کی دہائی میں پالیسی سطح پر شروع ہوئی، تاہم عملی اور منظم ادارہ جاتی ڈھانچہ 2000 کے بعد سامنے آیا جب State Bank of Pakistan نے اسلامی بینکاری کے لیے علیحدہ ریگولیٹری فریم ورک متعارف کرایا۔ 2002 میں Meezan Bank کو مکمل اسلامی بینک کے طور پر لائسنس ملنا ایک اہم پیش رفت تھی، جس کے بعد اسلامی بینکاری نے بتدریج منظم توسیع اختیار کی۔

تاہم تاریخی پیش رفت کے باوجود ایک بنیادی سوال برقرار ہے: کیا موجودہ اسلامی بینکاری کا عملی ڈھانچہ اپنے نظریاتی دعویٰ — خصوصاً رسک شیئرنگ — سے ہم آہنگ ہے، یا یہ روایتی بینکاری کے ڈھانچے کی ایک شرعی تعبیر (legal replication) تک محدود ہو چکا ہے؟ یہی سوال اس تحقیق کے فکری پس منظر کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کی موجودہ ساخت اور نمو (2025-2026)

حالیہ برسوں میں پاکستان میں اسلامی بینکاری نے نمایاں مقداری نمو کا مظاہرہ کیا ہے۔ State Bank of Pakistan کے اسلامی بینکاری پلیٹن (جون 2025) کے مطابق اسلامی بینکاری کے کل اثاثے 12 ٹریلین روپے سے تجاوز کر چکے ہیں، جبکہ ڈپازٹس اور سرمایہ کاری میں بھی دو عددی سالانہ شرح نمو ریکارڈ کی گئی۔ ستمبر 2025 تک برانچ نیٹ ورک 6,700 سے زائد تک پھیل چکا تھا، جو ادارہ جاتی توسیع کی نشاندہی کرتا ہے۔

اگرچہ یہ اعداد و شمار اسلامی بینکاری کی مقدماتی کامیابی کو ظاہر کرتے ہیں، تاہم صرف نمو کا تجزیہ کافی نہیں۔ زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ اس نمو کی ساخت کیا ہے؟ دستیاب ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمویلی پورٹ فولیو میں بیج پر مبنی طریقوں — خصوصاً diminishing musharakah اور — murabahah کا نمایاں غلبہ ہے، جبکہ خالص مضاربت اور دیگر حقیقی (PLS) profit-loss sharing ماڈلز کا حصہ محدود ہے۔

یہ ساختی رجحان اسلامی بینکاری کے نظریاتی ماڈل اور عملی نفاذ کے درمیان ممکنہ تضاد کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس کا منظم تجزیہ اس تحقیق کا بنیادی ہدف ہے۔

اسلامی تمویلی طریقوں کی نظریاتی درجہ بندی

اسلامی تمویل کو اصولی طور پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

Profit and Loss Sharing (PLS) ماڈلز

جن میں مضاربت اور مشارکہ جیسے معاہدے شامل ہیں، جہاں سرمایہ اور محنت کی بنیاد پر نفع و نقصان کی شراکت ہوتی ہے۔ نظریاتی طور پر یہی ماڈلز اسلامی معاشی فکر کے قریب تر سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ رسک کی حقیقی تقسیم کو ممکن بناتے ہیں۔

بیج اور اجارہ پر مبنی ماڈلز

جیسے مراہتہ، اجارہ، سلم، استصناع اور تورق۔ اگرچہ یہ معاہدے شریعت کے اصولوں کے تحت جائز قرار دیے گئے ہیں، تاہم عملی طور پر ان کی ساخت اکثر قرض نما (debt-like) نتائج پیدا کرتی ہے۔ عالمی سطح پر AAOIFI نے شریعہ اور اکاؤنٹنگ معیارات مرتب کیے ہیں³ جن میں مراہتہ، اجارہ، مشارکہ اور مضاربت⁴ سمیت متعدد معاہدوں کے لیے تفصیلی اصول بیان کیے گئے ہیں۔⁵ ان معیارات کا مقصد صرف قانونی جواز فراہم کرنا نہیں بلکہ معاہدوں کی حقیقی معاشی نوعیت کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ تاہم ان معیارات کے عملی اطلاق اور مقامی ریگولیٹری تراجم کے درمیان فرق ایک اہم تحقیقی مسئلہ ہے۔

مسئلہ تحقیق (Research Problem)

اسلامی بینکاری کا نظریاتی ڈھانچہ رسک شیئرنگ، اثاثہ جاتی بنیاد، اور حقیقی معاشی سرگرمی سے وابستگی پر زور دیتا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں تمویلی پورٹ فولیو کا بڑا حصہ بیج پر مبنی طریقوں پر مشتمل ہے، جبکہ خالص PLS ماڈلز کا استعمال محدود ہے۔

یہ صورت حال ایک بنیادی سوال کو جنم دیتی ہے:

کیا اسلامی بینکاری کا موجودہ عملی ڈھانچہ اپنے نظریاتی اصولوں سے ہم آہنگ ہے، یا وہ رسک سے گریز (risk aversion)، ریگولیٹری تقاضوں، اور مارکیٹ ترجیحات کے باعث ایک نسبتاً محفوظ مگر قرض نما ساخت اختیار کر چکا ہے؟

مزید برآں، پاکستان میں AAOIFI شریعہ معیارات کے اطلاق کا کوئی جامع، قابل پیمائش (measurable) فریم ورک موجود نہیں جو ادارہ جاتی سطح پر مطابقت کا تجزیہ کر سکے۔ اگرچہ State Bank of Pakistan نے متعدد معیارات کو اپنایا ہے، لیکن عملی نفاذ، داخلی شریعہ گورننس، اور معاہداتی ساخت کے درمیان مطابقت کا مقداری تجزیہ محدود ہے۔

یہی خلا اس تحقیق کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

تحقیق کی اہمیت اور دائرہ کار

یہ تحقیق پاکستان میں اسلامی بینکاری کے عملی ڈھانچے اور شریعہ معیارات کے اطلاق کے درمیان تعلق کو منظم اور مقداری انداز میں جانچنے کی کوشش ہے۔ اس کے نتائج پالیسی سازوں، ریگولیٹرز، اسلامی بینکوں اور شریعہ اسکالرز کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

دائرہ کار میں پاکستان کے مکمل اسلامی بینک اور اسلامی بینکاری براؤنچ شامل ہوں گے، جبکہ تجزیہ 2015 سے 2025 کے عرصے پر مرکوز ہو گا تاکہ ساختی رجحانات کا تقابلی مطالعہ ممکن ہو سکے۔

اسلامی معاشی فکر کی نظریاتی بنیادیں

اسلامی بینکاری کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے محض ایک مالیاتی ٹیکنیک یا متبادل بینکاری ماڈل کے طور پر نہ دیکھا جائے، بلکہ اسے اسلامی معاشی فکر (Islamic Economic Thought) کے وسیع تر فکری تناظر میں پرکھا جائے۔ اسلامی مالیات کی بنیاد صرف سود کی ممانعت پر نہیں بلکہ ایک اخلاقی معاشی نظم (moral economic order) پر قائم ہے جس میں سرمایہ، محنت، اور خطرہ (risk) کے درمیان توازن کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

ربا کا معاشی مفہوم: کلاسیکی اور جدید تعبیر

قرآنی نصوص میں ربا کی ممانعت کو قطعی اور غیر مشروط قرار دیا گیا ہے، تاہم معاشی سطح پر اس کی تعبیر اور اطلاق ایک فکری مباحثہ رہا ہے۔ کلاسیکی فقہ میں ربا کو بنیادی طور پر قرض پر مشروط اضافہ قرار دیا گیا، جبکہ جدید اسلامی معاشیات میں اسے استحصالی مالیاتی ڈھانچے کی علامت کے طور پر دیکھا گیا ہے۔

جدید بینکاری نظام میں سود کو سرمایہ کی قیمت (price of capital) کے طور پر تصور کیا جاتا ہے، جبکہ اسلامی معاشی فکر میں سرمایہ کو محض ایک پیداواری عامل سمجھا جاتا ہے جو تنہی منافع کا مستحق ہے جب وہ خطرہ برداشت کرے۔ یہی تصور رسک شیئرنگ کے اصول کو جنم دیتا ہے۔

یہاں ایک بنیادی نظریاتی سوال پیدا ہوتا ہے:

اگر سرمایہ خطرہ برداشت کیے بغیر منافع حاصل نہیں کر سکتا، تو کیا اسلامی بینکاری کے موجودہ عملی ماڈلز اس اصول کو برقرار رکھتے ہیں؟ یہ سوال اس تحقیق کی فکری بنیاد تشکیل دیتا ہے۔

غرر، میسر اور معاہداتی شفافیت

اسلامی مالیات میں صرف ربا کی ممانعت کافی نہیں سمجھی گئی بلکہ معاہدوں میں غیر یقینی (gharar) اور قیاسی جوئے نما سرگرمیوں (maysir) کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جدید مالیاتی آلات — جیسے derivatives اور — speculative instruments کے بارے میں اسلامی اسکالرز کے تحفظات اسی اصول سے وابستہ ہیں۔ تاہم موجودہ اسلامی بینکاری میں استعمال ہونے والے بعض معاہدات — خصوصاً منظم تورق (organized) — (tawarruq) کے بارے میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ آیا وہ محض قانونی تکنیک کے ذریعے ربا سے بچنے کی کوشش ہیں یا واقعی معاشی جوہر میں مختلف ہیں۔ یہ form versus substance کی بحث ہے، جو اسلامی مالیات کے علمی لٹریچر میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

رسک شیئرنگ بمقابلہ رسک ٹرانسفر

روایتی مالیات بنیادی طور پر risk transfer ماڈل پر قائم ہے، جہاں قرض دہندہ مقررہ منافع لیتا ہے جبکہ کاروباری خطرہ مکمل طور پر قرض لینے والے پر منتقل ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی معاشی نظریہ risk sharing paradigm پیش کرتا ہے، جس میں نفع و نقصان دونوں فریقین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مضاربہ اور مشارکہ جیسے معاہدات اسی اصول کی عملی شکل ہیں۔ نظریاتی طور پر یہی ماڈلز اسلامی مالیاتی شناخت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔

تاہم عملی اعداد و شمار اکثر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی بینک رسک شیئرنگ کی بجائے نسبتاً محفوظ، اتنا جاتی اور مارک اپ پر مبنی معاہدات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ رجحان اسلامی مالیات کے اندر ایک تنقیدی مباحثے کو جنم دیتا ہے: کیا اسلامی بینکاری ایک "substantive alternative" ہے یا "functional equivalent"؟ یہ تحقیق اسی تناظر میں پاکستان کے تجربے کا جائزہ لے گی۔

اسلامی بینکاری کا عالمی ارتقاء

اسلامی بینکاری کا ادارہ جاتی آغاز 1960 کی دہائی میں ہوا جب مصر میں Mit Ghamr Savings Bank نے سود سے پاک بچت اور سرمایہ کاری کا تجربہ کیا۔ اگرچہ یہ ادارہ طویل عرصے تک فعال نہ رہ سکا، لیکن اس نے اسلامی مالیاتی اداروں کے قیام کے لیے ایک عملی مثال فراہم کی۔

1975 میں Islamic Development Bank کا قیام ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ اس ادارے نے نہ صرف رکن ممالک میں اسلامی مالیاتی ڈھانچوں کو فروغ دیا بلکہ ترقیاتی منصوبوں میں شریعت سے ہم آہنگ فنانشنگ کے ماڈلز متعارف کرائے۔

اسی دور میں خلیجی ممالک میں تیل کی دولت نے اسلامی بینکاری کے پھیلاؤ کو تقویت دی۔ 1990 کی دہائی میں ملائیشیا نے ایک منظم اور متوازن ریگولیٹری ماڈل تشکیل دیا، جسے بعد ازاں کئی ممالک نے بطور حوالہ اپنایا۔ عالمی سطح پر معیارات کی ہم آہنگی کے لیے بحرین میں قائم AAOIFI نے شریعہ اور اکاؤنٹنگ معیارات مرتب کیے، جبکہ ملائیشیا میں قائم Islamic Financial Services Board نے احتیاطی (prudential) اور رسک مینجمنٹ سے متعلق رہنما اصول جاری کیے۔ تاہم مختلف ممالک میں ان معیارات کا اطلاق یکساں نہیں رہا۔ یہی عدم ہم آہنگی شریعہ مطابقت کے عملی تجربے کو پیچیدہ بناتی ہے۔

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا ارتقائی سفر

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا تجربہ تین نمایاں مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

مرحلہ اول (1980-1999): اعلانیہ اسلامائزیشن

اس دور میں سود کے خاتمے کا اعلان کیا گیا، تاہم ادارہ جاتی تیاری اور متبادل ڈھانچے کی عدم موجودگی کے باعث یہ تجربہ پائیدار ثابت نہ ہو سکا۔

مرحلہ دوم (2000-2010): ریگولیٹری بنیاد

State Bank of Pakistan نے علیحدہ اسلامی بینکاری ڈیپارٹمنٹ قائم کیا اور مکمل اسلامی بینکوں کو لائسنس جاری کیے۔ 2002 میں Meezan Bank کا قیام اس مرحلے کی علامت تھا۔

مرحلہ سوم (2010-2025): توسیع اور ساختی غلبہ

اس مرحلے میں اسلامی بینکاری نے تیز رفتار نمود کھائی، تاہم تمویلی ساخت میں بیج پر مبنی طریقوں کا غلبہ واضح ہوتا گیا۔ یہی ساختی تبدیلی اس تحقیق کا مرکزی تجزیاتی موضوع ہے۔

نظریاتی ماڈل بمقابلہ عملی ساخت: ایک تنقیدی مباحثہ

اسلامی بینکاری کے بارے میں سب سے اہم علمی بحث نظریاتی ماڈل اور عملی نفاذ کے درمیان تعلق سے متعلق ہے۔ اسلامی معاشی فکر میں جس مالیاتی نظام کا تصور پیش کیا گیا، وہ رسک شیئرنگ، حقیقی اثاثہ جاتی سرگرمی، اور منافع و نقصان کی مشترکہ ذمہ داری پر مبنی تھا۔ تاہم عملی اسلامی بینکاری کی موجودہ ساخت کا تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں رسک ٹرانسفر (risk transfer) کی جھلک بھی نمایاں ہے۔

رسک شیئرنگ بطور نظریاتی ستون

اسلامی معاشیات کے کلاسیکی اور جدید مفکرین نے سرمایہ کے منافع کو خطرہ برداشت کرنے سے مشروط قرار دیا ہے۔⁶ مضاربہ اور مشارکہ جیسے معاہدات اسی اصول کی عملی شکل ہیں، جہاں سرمایہ کار اور منتظم دونوں نفع و نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔⁷

نظریاتی سطح پر یہی ماڈلز اسلامی بینکاری کی شناخت کی بنیاد ہیں۔ انہیں conventional debt contracts کے متبادل کے طور پر پیش کیا گیا۔⁸ ان معاہدات میں سرمایہ کی واپسی کی ضمانت نہیں ہوتی بلکہ کاروباری نتائج کے مطابق منافع یا نقصان کا تعین ہوتا ہے۔⁹

تاہم عملی بینکاری کے تناظر میں ایسے معاہدات کئی چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں، جن میں:

معلوماتی عدم توازن (information asymmetry)

اخلاقی خطرہ (moral hazard)

منافع کی رپورٹنگ میں شفافیت

عدالتی نفاذ کی پیچیدگیاں

یہ عوامل اسلامی بینکاروں کو نسبتاً محفوظ اور قابل پیش گوئی معاہدات کی طرف مائل کرتے ہیں۔

بیج پر مبنی معاہدات اور قرض نما ساخت

مراہجہ، اجارہ، سلم اور استصناع جیسے معاہدات فقہی طور پر جائز ہیں، کیونکہ ان میں حقیقی اثاثہ کی خرید و فروخت یا کاروبار شامل ہوتی ہے۔ تاہم عملی سطح پر یہ معاہدات اکثر ایسی ساخت اختیار کر لیتے ہیں جہاں مالی نتیجہ روایتی قرض کے مساوی ہو جاتا ہے۔

مثلاً مراحمہ میں منافع پہلے سے متعین ہوتا ہے، ادائیگی کی مدت مقرر ہوتی ہے، اور تاخیر کی صورت میں جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے (اگرچہ شریعہ بورڈ اسے خیراتی مد میں منتقل کرنے کی شرط عائد کرتے ہیں)۔ یہی وہ مقام ہے جہاں form اور substance کی بحث سامنے آتی ہے۔ کیا صرف قانونی ساخت تبدیل کرنا کافی ہے، یا معاشی جوہر بھی مختلف ہونا چاہیے؟

تورق اور ساختی تنقید

تورق خصوصاً منظم تورق (organized tawarruq) اسلامی مالیات میں سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بننے والا طریقہ ہے۔ اس میں بظاہر خرید و فروخت کے مراحل شامل ہوتے ہیں، لیکن نتیجتاً صارف کو نقد رقم ملتی ہے اور وہ مقررہ اضافے کے ساتھ ادائیگی کرتا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر AAOIFI نے تورق کے لیے مخصوص شرائط مقرر کی ہیں¹⁰ تاکہ یہ حقیقی تجارتی عمل رہے¹¹ نہ کہ محض قرضی تبادلہ۔ تاہم بعض ناقدین کے مطابق عملی سطح پر یہ معاہدہ روایتی قرض کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔

یہی تنقید اسلامی بینکاری کے نظریاتی دعوے اور عملی ڈھانچے کے درمیان خلیج کو نمایاں کرتی ہے۔

1.5 پاکستان میں اسلامی بینکاری کا موجودہ مارکیٹ اسٹرکچر: ایک تجزیاتی جائزہ

State Bank of Pakistan کے اسلامی بینکاری پلیٹن (2025) کے مطابق اسلامی بینکاری کے اثاثے مسلسل اضافہ دکھا رہے ہیں۔ تاہم صرف نمو کی شرح کافی نہیں — ساختی تجزیہ زیادہ اہم ہے۔

اثاثوں اور ڈپازٹس کا رجحان

گزشتہ دہائی میں اسلامی بینکاری کے اثاثوں میں مسلسل دو عددی شرح نمو دیکھی گئی۔ ڈپازٹس میں اضافہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عوامی اعتماد میں بہتری آئی ہے۔

تاہم ڈپازٹس کی نوعیت کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ زیادہ حصہ کم رسک والے سرمایہ کاری کھاتوں پر مشتمل ہے، جبکہ طویل مدتی شراکتی سرمایہ کاری محدود ہے۔

تمویلی پورٹ فولیو کی ساخت

اعداد و شمار کے مطابق:

diminishing musharakah نمایاں حصہ رکھتا ہے

مراحمہ اور اجارہ بھی بڑا تناسب رکھتے ہیں

خالص مضاربہ محدود ہے

یہ ساخت یہ سوال پیدا کرتی ہے کہ آیا اسلامی بینکاری نے رسک شیئرنگ کے نظریاتی ماڈل سے انحراف کر کے ایک محفوظ اثاثہ جاتی ڈھانچہ اختیار کر لیا ہے۔

مارکیٹ کارٹکاز (Market Concentration)

پاکستان میں چند بڑے اسلامی بینک مارکیٹ کا بڑا حصہ رکھتے ہیں، جن میں Meezan Bank نمایاں ہے۔ مارکیٹ کا یہ ارتکاز پالیسی اور شریعہ گورننس دونوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے، کیونکہ بڑے ادارے معیارات کے اطلاق میں زیادہ اثر رکھتے ہیں۔

ریگولیٹری اور شریعہ گورننس فریم ورک

اسلامی بینکاری کی کامیابی کا انحصار صرف تمویلی معاہدات پر نہیں بلکہ شریعہ گورننس کے موثر نظام پر بھی ہے۔ State Bank of Pakistan نے شریعہ بورڈز، داخلی شریعہ آڈٹ، اور شریعہ کمپلائنس رپورٹنگ کے لیے رہنما اصول جاری کیے ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر Islamic Financial Services Board نے رسک مینجمنٹ اور احتیاطی تقاضوں کے لیے معیارات جاری کیے ہیں۔

تاہم پاکستان میں سوال یہ ہے کہ:

کیا شریعہ گورننس substantive ہے یا procedural؟

کیا داخلی شریعہ بورڈز مکمل خود مختار ہیں؟

کیا AAOIFI معیارات کا اطلاق جزوی ہے یا مکمل؟

یہی وہ خلا ہے جسے اس تحقیق میں قابل پیمائش اشاریوں کے ذریعے جانچا جائے گا۔

IFSB. (2023). Islamic financial services industry stability report. Kuala Lumpur: Islamic Financial Services Board.

1. IsDB. (2015). 40 years of Islamic Development Bank. Jeddah: Islamic Development Bank.
2. Knight, F. H. (1921). Risk, uncertainty and profit. Boston: Houghton Mifflin.
3. Mirakhor, A. (2009). Islamic finance and risk sharing. Journal of Islamic Economics.
4. SBP. (2001). Introduction of Islamic banking in Pakistan. Karachi: State Bank of Pakistan.
5. SBP. (2002). Issuance of Islamic banking license to Meezan Bank. Karachi: State Bank of Pakistan.

6. SBP. (2018). Shariah governance framework for Islamic banking institutions. Karachi: State Bank of Pakistan.
7. SBP. (2025). Islamic banking bulletin (June 2025). Karachi: State Bank of Pakistan.
8. Al-Najjar, A. (1971). Islamic banking experiment in Egypt. Cairo.

References:

- ¹(Islamic Banking Bulletin Dec 2025 sbp.org.pk)
- ² -AAOIFI. (2023). Shari'ah standards. Manama, Bahrain: Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions.
- ³ -Chapra, M. U. (2000). The future of economics: An Islamic perspective. Leicester: Islamic Foundation.
- ⁴ -AAOIFI, Shari'ah Standards, Shari'ah Standard No. 12 (Shirkah) and No. 13 (Mudarabah), 2023
- ⁵ -Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, Shari'ah Standards (Manama, Bahrain: AAOIFI, 2023)
- ⁶ -Muhammad Umer Chapra, The Future of Economics: An Islamic Perspective (Leicester: The Islamic Foundation, 2000), 241–245; Abbas Mirakhor, “Islamic Finance and Risk Sharing,” Review of Islamic Economics 13, no. 2 (2009): 5–22
- ⁷ -Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, Shari'ah Standards (Manama, Bahrain: AAOIFI, 2023), Shari'ah Standard No. 12 (Shirkah) and No. 13 (Mudarabah)
- ⁸ -Mahmoud A. El-Gamal, Islamic Finance: Law, Economics, and Practice (Cambridge: Cambridge University Press, 2006), 52–60
- ⁹ -AAOIFI, Shari'ah Standards, Standard No. 12 & 13
- ¹⁰ -El-Gamal, M. A. (2006). Islamic finance: Law, economics, and practice. Cambridge University Press.
- ¹¹ -AAOIFI, Shari'ah Standards, Shari'ah Standard No. 30 (Organized Tawarruq), 2023.